



## سوال

میں لکھتے وقت بہت متردد تھی لیکن مشورہ کرنا اور دریافت کرنا ضروری تھا کیونکہ میں اس پر مطمئن نہیں، برائے مہربانی میری مدد فرمائیں میں شادی شدہ ہوں اور میرا خاوند الحمد للہ دین پر عمل کرنے والا اور شریعت کا طالب علم بھی ہے، لیکن میں جس سے پریشان اور تنگ ہوں وہ یہ کہ میرا خاوند میرے ساتھ دبر میں وطی کرتا ہے، میں اللہ سے ڈرتی ہوں کہ کہیں اس کے تیجے میں مجھے سزا کا مستحق نہ ٹھہرنا پڑے، اور اس کے علاوہ اس کے تیجے میں پیدا ہونے والی بیماریاں پیدا ہونے کا بھی خدشہ ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ میرا خاوند اس کام پر مکمل مطمئن ہے بلکہ اسے جائزہ اسے سمجھتا ہے، اور یہ حرام نہیں، اور کہتا ہے کہ ایک مسلک یہ بھی کہ وہ اسے جائز حلال قرار دیتا ہے، اور اس کی حرمت والی سب احادیث ضعیف ہیں، اور وہ کہتا ہے کہ اسے حلال کرنے کی تمام ذمہ داری اس پر ہے جناب مولانا صاحب مجھے بتائیں کہ اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے، مجھے اس کے بارہ میں معلومات فراہم کریں میں اس سے بہت تنگ آ چکی ہوں، اور اللہ کے عذاب سے خوفزدہ ہوں، اور بتائیں کہ اسے مطمئن کرنے کے لیے کیا حل اور طریقہ ہے؟

## جواب

الحمد للہ

اول:

مرد کے لیے بیوی کی دبر میں وطی کرنا حرام ہے، بلکہ یہ گناہ کبیرہ میں شامل ہوتا ہے، اس کی حرمت پر کتاب و سنت سے بہت سارے دلائل دلالت کرتے ہیں اور جمہور سلف علماء اور آئمہ کرام کا قول بھی یہی ہے

اور اس سلسلہ میں جو احادیث وارد ہیں اہل علم کے کہنے کے مطابق وہ قابل احتجاج ہیں یعنی وہ استدلال کرنے کے قابل ہیں، اور بالفرض اگر انہیں ضعیف بھی سمجھ لیا جائے تو پھر اس قبیح اور گندے فعل کی حرمت پر قرآن مجید بھی دلالت کرتا ہے، ذیل میں ہم چند ایک دلائل آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

علامہ محمد امین شنیقٹی رحمہ اللہ "اضواء البیان" میں رقمطراز ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

جب وہ (عورتیں) پاک ہو جائیں تو پھر تم ان کے پاس وہیں سے آؤ جہاں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

یہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس مامور مکان اور جگہ کا ذکر نہیں فرمایا جسے یہاں "جیٹ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی جہاں سے حکم دیا گیا ہے، لیکن اس سے مراد قبل ہے جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دو آیات میں بیان فرمایا ہے:

پہلی آیت:

فرمان باری تعالیٰ ہے:



تم اپنی کھیتوں میں آؤ۔

کیونکہ یہاں "فاتوا" میں آنے کا حکم ہے جو کہ جماع کے معانی میں ہے

اور فرمان باری تعالیٰ :

اپنی کھیتوں میں۔

یہ بیان کرتا ہے کہ جہاں سے آنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کھیتی کی جگہ ہے، یعنی بچے کا لطفہ کے ذریعہ بیج ڈالنا، اور یہ قبل ہی ہے دبر نہیں، اور یہ چیز کسی بھی شخص پر مخفی نہیں ہے؛ کیونکہ دبر یعنی پاخانہ والی جگہ اولاد کے لیے بیج والی جگہ نہیں ہے، جو کہ ضروری ہے

دوسری آیت :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

تو اب تم ان سے مباشرت کرو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو لکھ رہا ہے اسے تلاش کرو۔

کیونکہ "اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے لیے لکھ رکھا ہے" سے مراد اولاد ہے، جمہور علماء کرام نے یہی قول اختیار کیا ہے اور ابن جریر کا بھی یہی اختیار ہے، انہوں نے یہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد اور حکم اور عمرہ اور حسن بصری اور سدیی اور ربیع اور ضحاک بن مزاحم رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے اور پھر یہ تو معلوم ہے کہ اولاد کا حصول قبل میں جماع کر کے ہی ہو سکتا ہے، تو اس طرح قبل ہی وہ جگہ ہے جہاں سے مباشرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو کہ جماع کے معانی میں ہے

اس طرح آیت کا معنی یہ ہوگا کہ : تو اب تم ان (بیویوں) سے جماع کرو، اور یہ مباشرت اور جماع اس جگہ ہونا چاہیے جہاں سے بچہ حاصل کیا جاتا ہے، جو کہ قبل ہے اور کوئی جگہ نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ :

اور تم وہ تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے "یعنی اولاد

اس سے یہ واضح ہوا کہ "انی شنتم" یعنی جہاں سے تم چاہو کہ معافی یہ ہونگے کہ کسی بھی حالت میں مرد چاہے وہ جماع قبل یعنی شرمگاہ میں ہی کریگا، چاہے عورت لیٹی ہوئی ہو یا پھر گھٹنوں کے بل ہو، یا پہلو کے بل ہو، یا کسی اور طرح

اور پھر اس کی تائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور سنن ابوداؤد کی درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"یہودی کہا کرتے تھے کہ : اگر بیوی سے اس کی پچھلی جانب سے جماع کیا جائے تو بچہ بیہنگا پیدا ہوتا ہے، تو یہ آیت نازل ہوئی :

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتوں میں جہاں سے چاہو آؤ۔

اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے معانی یہ سمجھتے تھے کہ تم کسی بھی حالت میں بیوی کی قبل میں جماع کرو چاہے بیوی کی پچھلی جانب سے ہی ہو لیکن جماع قبل میں ہی کیا جائے



علم حدیث اور علم تفسیر میں یہ بات طے شدہ ہے کہ آیت کے سبب نزول کے متعلق جو صحابی کی تفسیر ہے اسے مرفوع کا درجہ حاصل ہے

قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں :

قولہ تعالیٰ :

تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ۔

مخالفت نے جو یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان : جہاں سے چاہو "عمومی طور پر سب کو شامل ہے، اس لیے اس میں حجت اور دلیل نہیں؛ اس کی یہ بات غلط ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ مخصوص ہے اور صحیح اور حسن مشہور احادیث کے ساتھ مخصوص ہے جسے دسیوں صحابہ کرام نے مختلف متون کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور یہ سب متن عورت کی دبر میں وطی کرنے کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے مسند احمد میں اور ابو داؤد نے سنن ابو داؤد میں اور نسائی نے سنن نسائی میں اور ترمذی وغیرہ نے سنن ترمذی میں اسے بیان کیا ہے

ابوالفرج جوزی رحمہ اللہ نے انہیں سب طرق کے ساتھ ایک ہی جزء میں جمع کر کے اس کتاب کو "تحریم المحل المکروہ" کا نام دیا ہے

اور ہمارے استاد ابو العباس رحمہ اللہ نے بھی اس میں ایک جزء مرتب کی ہے جس کا نام "اظہار ادبار من اجاز الوطی فی الادبار" رکھا ہے

میں کہتا ہوں : اور حق بھی یہی ہے جس پر عمل ہے اور مسئلہ میں صحیح بات بھی یہی ہے

کسی بھی ایسے شخص کے لائق نہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کسی عالم دین کی غلطی پر عمل کرے حالانکہ وہ عالم دین اس سے صحیح بھی کر چکا ہو، اور پھر کسی عالم دین کی غلطی کے سے بچنے کا ہمیں کہا گیا ہے، اور پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے، اور اسی کے ساتھ ایسا کرنے والے کو کافر قرار دینے کا قول بھی ثابت ہے، جو کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شایان شان بھی ہے، اور اسی طرح جس نے یہ خبر دی ہے اسے جھوٹا کہا گیا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بیان بھی کیا ہے

اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس سے انکار کیا اور اسے بہت زیادہ بڑی بات قرار دیا ہے، اور جس نے بھی اسے ان کی طرف منسوب کیا ہے اسے جھوٹ قرار دیا ہے

اور دارمی رحمہ اللہ نے مسند دارمی میں سعید بن یسار ابی الحباب سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ : میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا :

آپ لوہڈلوں کے بارہ میں کیا کہتے ہیں جب ان کے ساتھ حمض کیا جائے ؟

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دریافت کیا : تمہیں کیا ہے ؟

تو میں نے دبر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا : کیا کوئی مسلمان شخص ایسا بھی کرتا ہے ؟

اور خزیمہ بن ثابت سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا :

"لوگو اللہ سبحانہ و تعالیٰ حق بیان کرتے سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کی دبر میں وطی مت کیا کرو"

اور علی بن طلحہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے



اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**"جو شخص بھی اپنی بیوی کی دہریں و طہی کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے روز قیامت دیکھے گا بھی نہیں"**

اور ابو داؤد طیالسی نے مسند طیالسی میں قتادہ عن عمرو بن شعیب عن جدہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**"یہ لواطت صغریٰ ہے"**

یعنی عورتوں کی دہریں و طہی کرنا لواطت صغریٰ کہلاتی ہے

اور طاؤوس رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ لواط علیہ السلام کی قوم کے عمل کی ابتدا عورتوں کی دہریں و طہی سے شروع ہوئی  
ابن منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ: جب کوئی چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے تو یہ باقی سب سے مستغنیٰ کر دیتی ہے"

قرطبی نے بھی یہی الفاظ بیان کیے ہیں

قرطبی رحمہ اللہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ:

"جب ابن وہب اور علی بن زیاد نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ بتایا کہ مصر میں کچھ لوگ ان سے اس کا جواز بیان کرتے ہیں تو انہوں نے اس سے نفرت کی اور یہ بات نقل کرنے والے کی تکذیب کرتے ہوئے کہا:

انہوں نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے، مجھ پر جھوٹ بولا ہے، مجھ پر جھوٹ بولا ہے، پھر فرمانے لگے: کیا تم عرب قوم سے تعلق نہیں رکھتے، کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

**"تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں"**

اور کیا اگانے والی جگہ کے علاوہ اور بھی کوئی جگہ کھیتی کھلا سکتی ہے؟"

اور پھر دہریں و طہی کرنے کی حرمت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حیض کی حالت میں گندگی کی بنا پر جماع کرنا حرام کیا ہے حالانکہ یہ گندگی تو عارضی ہے، اور اس حرمت اور ممانعت کی علت گندگی بیان کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

**کہہ دیجئے کہ یہ گندگی ہے، چنانچہ تم حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔**

اس لیے گندگی اور مستقل نجاست کی بنا پر تو دہریں و طہی کرنا بالاولیٰ حرام ہے

اور پھر دہریں و طہی کرنے کی ممانعت کو تقویت اس سے بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ عورت جس سے و طہی نہ کی جاسکتی ہو اسے اس عیب کی بنا پر رد کر دیا جائیگا

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، الا یہ کہ جو عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے ایک طریق میں بیان کیا جاتا ہے اور وہ طریق بھی قوی نہیں ہے کہ: رتقاء کو رتقی کی وجہ سے رد نہیں



کیا جائیگا

لیکن سب فقہاء اس کے خلاف ہیں

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ان کے اس اتفاق اور اجماع میں دلیل پائی جاتی ہے کہ دبر وطنی کی جگہ نہیں، اور اگر دبر وطنی کی جگہ ہوتی تو پھر جس کی فرج میں وطنی نہ کی جاسکتی تھی اسے اس عیب کی وجہ سے رد نہ کیا جاتا

اور اگر یہ کہا جائے کہ :

ہو سکتا ہے رتقاء کا رد کرنا تو عدم نسل کی بنا پر تو یہ دبر میں وطنی کے منافی نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ : بانجھ پن کی بنا پر رد نہیں جانا اور اگر رتقاء یعنی جس کی فرج میں وطنی نہیں کی جاسکتی اسے رد کرنے کی علت عدم نسل ہوتی تو پھر بانجھ پن بھی موجب رد ہوتا امام قرطبی رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان :

تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ" کی تفسیر میں اجماع نقل کیا ہے کہ بانجھ پن کی بنا پر رد نہیں کیا جائیگا

جب ان دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ عورت کی دبر میں وطنی کرنا حرام ہے تو یہ علم میں رکھیں کہ اس کے جواز میں جس سے بھی روایت کی گئی ہے مثلاً ابن عمر اور ابو سعید اور معتقدین اور متاخرین میں سے ایک گروہ اسے اس پر محمول کیا جائیگا کہ انہوں نے دبر سے مراد دبر کی جانب سے فرج میں اجماع کرنا مراد لیا ہے، جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے

اور پھر جب جمع کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے، ابن کثیر رحمہ اللہ نے درج ذیل آیت کی تفسیر میں کہا ہے :

قولہ تعالیٰ :

تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ۔

ابو محمد عبدالرحمن بن عبداللہ الدارمی رحمہ اللہ مسند دارمی میں کہتے ہیں :

ہمیں عبداللہ بن صالح نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمیں لیث نے حارث بن یعقوب سے حدیث بیان کی انہوں نے سعید بن یسار ابوالحباب سے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کیا :

آپ لو نڈلوں کے بارہ میں کیا کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ تھیمض کی جاسکتی ہے ؟

انہوں نے دریافت کیا تھیمض کیا ہے ؟

تو دبر کا ذکر کیا گیا، تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنے لگے :



کیا مسلمانوں میں سے بھی کوئی ایسا عمل کرتا ہے؟

ابن وہب اور قتیبہ نے لیث سے ایسے ہی روایت کیا ہے

یہ سند صحیح ہے اور ان سے اس کی حرمت کی صراحت ہوئی ہے، اس لیے جو بھی ان سے مروی ہے جس کا احتمال ہو وہ اس محکم کی بنا پر مردود ہوگا "انتہی

ماخوذ از: اضاء البیان

دبر میں وطی کرنے کی حرمت پر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ نہ تو کھاتے اور نہ ہی گھروں میں ان کے ساتھ بستے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس کے بارہ میں دریافت کیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

آپ سے حیض والی عورت کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ گندگی ہے تو تم حیض کی حالت میں عورتوں سے علیحدہ رہو.....

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو، جب یہودیوں کو یہ خبر ملی تو وہ کہنے لگے:

یہ شخص تو ہمارے ہر معاملہ کی مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (302).

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ:

"جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو"

دبر میں وطی کرنے کی حرمت کی دلیل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وطی اور جماع کے علاوہ باقی ہر قسم کا استمتاع مباح قرار دیا، اور وطی یہ قبل اور دبر دونوں کو شامل ہے

ابن قیم رحمہ اللہ نے دبر میں وطی کی حرمت کی کئی ایک وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

یہ بھی ہے کہ: عورت کو لپٹنے خاوند سے وطی کا حق حاصل ہے، اور بیوی سے دبر میں وطی کرنے سے بیوی کا یہ حق فوت ہو جاتا ہے، اور اس طرح اس کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور نہ ہی مقصد حاصل ہوتا ہے

اور یہ بھی ہے کہ: دبر میں وطی کرنا مردوں کے لیے نقصان دہ ہے، اسی طرح عقل و دانش رکھنے والے فلاسفہ و اطباء اس سے روکتے ہیں، کیونکہ فرج یعنی قبل کو پھینکنے پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت حاصل ہے، جس سے مرد کو راحت حاصل ہوتی ہے، لیکن دبر میں وطی کرنے سے نہ سارا پانی جذب ہوتا ہے اور نہ ہی مرد کو راحت حاصل ہوتی ہے کیونکہ طبعی امر کی مخالفت ہونے کی بنا پر مکمل پانی کا اخراج ہی نہیں ہوتا

اور یہ بھی ہے کہ: ایسا کرنا عورت کے لیے بہت مضر اور نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو طبعی طور پر بھی انتہائی نفرت کا باعث ہے

اور یہ بھی ہے کہ اس سے غم و پریشانی اور فاعل و مفعول کے ساتھ نفرت پیدا ہوتی ہے



اور یہ بھی ہے کہ یہ چہرے کی سیاہی کا باعث بنتا ہے اور سینے کو نور سے دور کر دیتا ہے، اور نور قلبی کو ختم کرنے کا باعث بن کر چہرے پر وحشت طاری کر دیتا ہے اور یہ ایک علامت کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے ادنیٰ سی فہم و فراست رکھنے والا شخص بھی پہچان لیتا ہے

اور یہ بھی ہے کہ: فاعل اور مفعول کے مابین شدید قسم کی نفرت و بغض اور قطع تعلقی کا باعث بنتا ہے انتہی دیکھیں: زاد المعاد (262/4).

آپ کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کو ایسا فعل کرنے دیں بلکہ اس عمل سے روکنا واجب ہے، چاہے اس کے نتیجے میں آپ کو اپنے میکہ ہی کیوں نہ جانا پڑے، بلکہ اگر اس کے لیے طلاق کا سہارا بھی لینا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے

خاص کر آپ کے اس خاوند کو جس کے بارہ میں آپ نے شادی سے قبل کی حالت بیان کی ہے اسے اس برائی اور فحش کام سے روکنا ضروری ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے عافیت کی دعا ہے، کیونکہ اس کا آپ کے ساتھ اس قبیح اور شنیع عمل جاری رکھنا اور مباح و طہی و جماع پر اکتفاء نہ کرنا اسے دوبارہ فحاشی کی طرف لے جانے کا باعث بن سکتا ہے اس نے جو عذر بیان کیے ہیں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، اور پھر اس کے ان عذروں میں آپ کو دھیان نہیں دینا چاہیے، کیونکہ وہ تو آپ کو اللہ کے غضب اور جہنم کی آگ کی دعوت دے رہا ہے

انسان اپنے آپ کو ہلاک کر کے کسی دوسرے کو راحت نہیں دیتا اگر اس جیسے عمل میں راحت ہو بلکہ اس میں تو ایک نہیں بلکہ دونوں کی ہلاکت ہے

اور جب وہ کچھ ایام صحیح راہ اختیار کر چکا ہے تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے اس بلاء سے دور کریگا، اور آپ کو چاہیے کہ آپ ہر طرح سے پستی کے ساتھ اس عمل سے انکار کریں اور اس میں کوئی ڈھیل مت برتیں تاکہ وہ آپ کی جانب سے اس حرام کام میں شریک ہونے سے ناامید ہو جائے، اور اس سلسلہ میں اس کی امید بھی ختم ہو جائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی دبر میں و طہی کرے تو اس پر کیا واجب ہوتا ہے؟ اور کیا کسی عالم دین نے اسے مباح بھی قرار دیا ہے؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

رب العالمین:

سب تعریفات اللہ پروردگار کے لیے ہیں، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیوی کے ساتھ دبر میں و طہی کرنا حرام ہے، اور عام مسلمان آئمہ کرام بھی اسی حرمت کے قائل ہیں، جن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہ شامل ہیں

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے:

**تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ، اور اپنے لیے آگے بھیجو۔**

اور صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ: یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے دبر کی جانب سے اس کی قبل میں جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، چنانچہ مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:



تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، چنانچہ تم اپنی لھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ اور لپیٹ لپیٹے آگے بھیجو۔

اور حرث یعنی کھیتی وہ جگہ ہے جہاں کاشت کی جائے اور پھر توفرج یعنی شرمگاہ میں کاشت ہونا ہے نہ کہ دب میں اور اثر میں وارد ہے کہ: دب میں وطنی کرنا لو اطت صغریٰ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"یقیناً اللہ عزوجل حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کی دب میں وطنی مت کرو"

یہاں الحش سے مراد دب ہے، جو کہ گندگی والی جگہ ہے اور پھر اللہ عزوجل نے حیض کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا حرام قرار دیا ہے حالانکہ یہ گندگی تو اس کی فرج میں ایک عارضی گندگی ہے، لیکن وہ جگہ جہاں مستقل طور پر بڑی نجاست یعنی پاخانہ ہو اس کے بارہ میں کیا حکم ہوگا اور یہ بھی ہے کہ: یہ لو اطت کی جنس سے ہے "شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہاں تک کہا ہے:

"جس نے اپنی بیوی سے اس کی دب میں وطنی کی اسے ایسی سزا دینی چاہیے جو اسے اس کام سے منع کرنے کا باعث بن سکے، اور اگر یہ علم ہو جائے کہ وہ دونوں ایسا کرنے سے باز نہیں آ رہے تو پھر ان دونوں میں علیحدگی کرنا واجب ہے" واللہ تعالیٰ اعلم "انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاویٰ (267/32).

جناب مولانا صاحب میں درج ذیل سوال کا جواب چاہتی ہوں، کیونکہ یہ مجھے بہت پریشان کیے ہوئے ہے، اور میرے لیے بہت اہم ہے:

میرا خاوند مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پیچھے سے آئے یعنی پاخانہ والی جگہ استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن میں اس سے انکار کرتی ہوں، اور وہ مجھے ایسا کرنے پر اس درجہ تک مجبور کرتا ہے کہ میں رونے لگتی ہوں اور ایسا کرنے سے انکار کرتی ہوں، لیکن وہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے، برائے مہربانی مجھے معلومات فراہم کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

عورت سے دب میں وطنی کرنا کبیرہ گناہ ہے، حتیٰ کہ اس سلسلہ میں شدید قسم کی وعید آئی ہے، یہاں تک کہ اس کے متعلق کفر کی وعید بھی وارد ہے، اور لعنت کی وعید بھی ہے اور اسے لو اطت صغریٰ کا نام دیا جاتا ہے

اور اس کی حرمت پر بہت سارے دلائل دلالت کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو بعض سلف سے منقول ہے کہ انہوں نے اسے مباح کہا ہے یہ ان کے ذمہ غلط لگایا گیا ہے، جیسا کہ ابن قیم وغیرہ نے زاد المعاد میں نقل کیا ہے

انہوں نے تو اس سے مراد یہ لیا ہے کہ دب کی طرف سے فرج میں جماع کیا جائے، اور یہ جائز ہے کہ انسان اپنی بیوی سے فرج میں جماع کرے لیکن پھچھلی جانب سے، اصل یہ ہے کہ جماع صرف شرمگاہ یعنی قبل میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں

اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ البترة (223).

لیکن دب میں وطنی نہیں کرنی چاہیے، یہاں ایک مسئلہ ہے:

